ہفتہ
۸۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۱۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۲۳ | ہفتہ۔ ۱۴۱۵ھ ' ۸۔اخاء ۱۳۷۳ ہش ' ۸۔اکتوبر ۱۹۹۴ء

دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور دعا کیجاوے

قرآن کریم کی تعلیم ہرگز نہیں کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ۔ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو۔ بلکہ وہ فرماتا ہے (-) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

انسان خدا کی عبادت دوزخ یا بہشت کے سہارے سے نہ کرے بلکہ محبت ذاتی کے طور پر کرے۔ دوزخ بہشت کا انکار میں کفر سمجھتا ہوں اور اس سے یہ نتیجہ نکالنا حماقت ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی محبت سے رنگین ہو کر کرے جیسے ماں اپنے بچہ کی پروش کرتی ہے کیا اس امید پر کہ وہ اسے کھلائے گا نہیں بلکہ وہ جانتی ہی نہیں کہ کیوں اس کی پرورش کر رہی ہے یہاں تک کہ اگر بادشاہ اس کو حکم دیدے کہ تو اگر بچہ کی پرورش نہ کرے گی اور اس سے یہ بچہ مر بھی جاوے تو تجھ کو کوئی سزا نہ دی جاویگی بلکہ انعام ملے گا تو وہ اس حکم سے خوش ہو گی یا بادشاہ کو گالیاں دے گی؟ یہ محبت ذاتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیئے نہ کہ کسی جزا سزا کے سہارے پر۔

محبت ذاتی میں اغراض فوت ہو جاتے ہیں اور خدا تو وہ خدا ہے جو ایسا رحیم و کریم ہے کہ جو اس کا انکار کرتے ہیں ان کو بھی رزق دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۹۱)

خدا کی قدرتیں اس کی ذات کی طرح غیر محدود ناپیدا کنار اور غیر متناہی ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

جن کی آنکھیں کھلی ہیں ان کو ہر روز کوئی نہ کوئی نئی چیز خدا کی قدرت کے اندر نظر آتی ہے اور مشاہدہ ان کو بتاتا ہے کہ وہ حد بندی نہیں کر سکتا اور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ کہنا غلط ہے کہ جو قوانین قدرت ہمیں معلوم ہیں بس وہی ہیں ان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ کیونکہ اگر آثار الصفات کا نام ہی سنت اللہ اور قوانین قدرت ہے تو قوانین قدرت بھی غیر محدود ہیں اور انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ میں نے ابھی بتایا ہے کہ ہمارا مشاہدہ بھی ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ ہماری بہت سی تحقیق مشاہدہ کے نتیجہ میں ہے یعنی لیبارٹریز وغیرہ میں نہیں بلکہ بس ایک چیز سامنے آگئی اور اس نے ایک سبق دے دیا۔ مثلاً میں نے ایک مضمون پڑھا کہ امریکہ میں ایک شخص تھا اس کا صرف ایک باغ تھا۔ کافی بڑا باغ تھا اور بڑے پیسے کماتا تھا۔ اسی پر اس کا گزارا تھا اور گزارے کی کوئی اور چیز اس کے پاس نہیں تھی۔ موسم بہار میں جب پتے نکلے اور درخت پھل سے لد گئے تو اس نے دیکھا کہ "تیلا" یعنی پتوں وغیرہ کو کھانے والے اور نقصان پہنچانے والے کیڑے نے اس کے باغ پر شدید قسم کا حملہ کیا ہے۔ وہ بڑا سخت پریشان ہوا کہ میری تو روزی ہی یہ ہے اگر سارا پھل مر گیا تو میں کھاؤں گا کہاں سے تب اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ میں اپنے باغ میں جا کر پھروں اور دیکھوں کہ کوئی جڑی بوٹی ایسی بھی ہے جس پر اس بیماری نے 'اس کیڑے نے حملہ نہیں کیا۔ تو اس کے اپنے باغ میں ہی اس کو ایسی جڑی بوٹیاں مل گئیں جن پر اس "تیلے" نے اس کیڑے نے حملہ نہیں کیا تھا۔ چنانچہ اس نے ان کو اکھیڑا۔ ان کا جوشاندہ بنایا اور اس کا سپرے کیا۔ اور سارا کیڑا مر گیا۔ اب یہ پہلی دفعہ اس کے مشاہدے نے اس کو بتایا جو سمجھتا تھا کہ کیڑے مار دوائیاں جو بن سکتی تھیں بن گئیں۔ اب اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو میں نے ایک مثال دی ہے کہ جہاں انسانی دماغ ٹھہرا ہوا تھا۔ مشاہدے نے اس کو دھکا دے کر آگے بڑھا دیا۔ جہاں تم ٹھہرے ہو وہ انتہا نہیں آگے بھی دروازہ کھلا ہے۔ پھر آگے دروازہ کھلا ہے۔ انسان نے اپنی پیدائش سے۔ ہوش سنبھالنے کے بعد سے اس وقت تک پتہ نہیں کتنے غیر محدود مشاہدات کئے۔ یعنی ہم ان کی حد بندی نہیں کر سکتے۔ ویسے تو انسان محدود ہے لیکن بے شمار مشاہدات ہیں ہم ان کو شمار میں نہیں لا سکتے۔ اس واسطے ہم کسی جگہ ٹھہر نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے بہت بڑا علمی میدان کھول دیا ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) فرماتے ہیں کہ ہم ایسے خدا کو نہیں

باقی صفحہ ۸ پر

تقریب نکاح و شادی

○ مورخہ ۱۴۔ اگست ۹۲ء کو بیت الفضل لندن میں مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد نے مکرم مرزا فضل الرحمان صاحب کینیڈا کے صاحبزادے عزیز مکرم مرزا لطف الرحمان لطفی اور عزیزہ راضیہ طاہر صاحبہ بنت مکرم شیخ طاہر احمد صاحب کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ عزیزہ راضیہ طاہر صاحبہ کا رخصتانہ مورخہ ۲۱۔ مئی ۹۴ء کو عمل میں آیا۔ دعوت ولیمہ کی تقریب مورخہ ۲۳۔ مئی ۹۴ء کو CENTURY GARDEN HALL ٹورانٹو میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں محترم امیر و مربی انچارج مولانا نسیم مہدی صاحب اور دوسرے مربیان کرام اور حلقہ کے ممبر آف پارلیمنٹ سردار گوربخش سنگھ ملی کے علاوہ پانچ صد کے قریب احباب جماعت نے شمولیت فرمائی۔ عزیز مکرم مرزا لطف الرحمان لطفی صاحب حضرت بھائی مرزا برکت علی صاحب آف قادیان (رفیق بانی سلسلہ احمدیہ) کے پوتے اور محترم حامد حسین خان صاحب (وفات یافتہ) آف میرٹھ کے نواسے ہیں جبکہ عزیزہ مکرمہ راضیہ طاہر صاحبہ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر آف فیصل آباد کی پوتی ہیں

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ خورشید اختر صاحبہ اہلیہ مکرم ملک عبدالحق صاحب (جو مکرم ملک محمد رفیق صاحب صدر محلہ دارالصدر غربی ربوہ کے چھوٹے بھائی ہیں) اچانک دل کا دورہ پڑنے سے مورخہ ۳۔ اکتوبر ۹۴ء کو کینیڈا میں وفات پا گئیں۔ آپ موصیہ تھیں

ان کی میت ۱۱۔ اکتوبر ۹۴ء کو ربوہ پہنچ رہی ہے۔ اور اسی روز بعد نماز عصر بیت المبارک میں جنازہ متوقع ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۸۔ اخاء۔ ۱۳۷۳ ھش — ۸ : اکتوبر ۱۹۹۴ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

(۱) دعا کے لئے اصول ہے میں نے بہت دفعہ بیان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کبھی اپنی منواتا ہے اور کبھی (ایمان لانے والے) کی مانتا ہے۔ اس کے سوا چونکہ ہم تو علیم نہیں اور نہ اپنی ضرورتوں کے نتائج سے آگاہ ہیں اس لئے بعض وقت ایسی چیزیں مانگ لیتے ہیں جو ہمارے لئے مضر ہوتی ہیں۔ پس وہ دعا تو قبول کرلیتا ہے اور جو دعا کرنے والے کے واسطے مفید ہوتا ہے وہ اسے عطا کرتا ہے۔

(۲) ایمان بڑی دولت ہے اور ایمان اس بات کو کہتے ہیں کہ اس حالت میں مان لیا جائے جب کہ علم ابھی کمال کے درجے تک نہ پہنچا ہو اور ابھی شکوک و شبہات سے ایک جنگ شروع ہو۔ پس اسی حالت میں جو شخص تصدیقِ قلبی اور تصدیقِ لسانی سے کام لیتا ہے وہ (صاحب ایمان) ہے اور حضرت احدیت میں اس کا نام راست باز اور صادق رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے اسی فعل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے موہبت کے طور پر معرفتِ نامہ کے مراکز اس پر کھولے جاتے ہیں۔ اور اصل بہشت اسی ایمان سے شروع ہوتا ہے۔

(۳) دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جس قدر انسان اعمال صالحہ میں ترقی کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچتا ہے اور سرکشی اور حقوق اللہ سے اعتداء کرنے کو چھوڑتا ہے اسی قدر ایمان اس کا بڑھتا ہے۔ اور ہر جدید عمل صالح پر اس کے اطمینان میں ایک رسوخ اور دل میں ایک قوت آجاتی ہے۔ خدا کی معرفت میں اسے لذت آنے لگتی ہے۔ اور پھر یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ ایمان لانے والے کے دل میں ایک ایسی کیفیت محبت الٰہی، عشق خداوندی ‘اللہ تعالیٰ ہی کی موہبت اور فیض سے پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کا سارا وجود اس محبت اور سرور سے جو اس کا نتیجہ ہوتا ہے لبالب پیالے کی طرح بھر جاتا ہے۔

(۴) اب یہ کیسی صاف بات ہے کہ جیسے بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے۔ اسی طرح پر دوزخ کی زندگی بھی یہاں ہی سے انسان لے جاتا ہے۔ جیسا کہ دوزخ کے باب میں فرمایا (-) دوزخ وہ آگ ہے جو خدا کا غضب اس کا منبع ہے اور وہ گناہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور پہلے دل پر غالب ہوتی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس آگ کی جڑ وہ ہموم غموم اور حسرتیں ہیں جو انسان کو آگھیرتی ہیں۔ کیونکہ تمام روحانی عذاب پہلے دل سے ہی شروع ہوتے ہیں۔ جیسے تمام روحانی سروروں کا منبع بھی دل ہے۔ اور دل ہی سے شروع بھی ہونے چاہئیں۔

(۵) وضعِ عالَم میں خدا تعالیٰ نے توحید کا ثبوت رکھ دیا ہے۔ وضعِ عالَم میں کرویت ہے۔ پانی ستارے آگ وغیرہ یہ چیزیں سب گول ہیں چونکہ کرّہ میں وحدت ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے کہ اس میں جہات نہیں ہوتیں۔ پس یہ وضعِ عالم میں توحید الٰہی کا ثبوت ہے۔ پانی کا ایک قطرہ دیکھو تو وہ گول ہو گا۔ ایسا ہی اجرام بھی اور آگ بھی۔ آگ کی ظاہری حالت سے کوئی اگر یہ کہے کہ یہ گول نہیں ہوتی تو یہ اس کی غلطی ہے۔ کیونکہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ آگ کا شعلہ دراصل گول ہوتا ہے۔ مگر ہوا اس کو منتشر کرتی ہے۔

(۶) ہم اسباب کے استعمال سے منع نہیں کرتے بلکہ رعایتِ اسباب بھی ضروری ہے۔ کیونکہ انسانی بناوٹ بجائے خود اس رعایت کو چاہتی ہے۔ لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے کہ ان کو خدا کا شریک بنا دے بلکہ ان کو بطور خادم سمجھے۔ جیسے کسی کو بٹالہ جانا ہو تو وہ یکہ یا ٹٹو کرایہ کرتا ہے۔ تو اصل مقصد اس کا بٹالہ پہنچنا ہے۔ نہ وہ ٹٹو یا یکہ۔ پس اسباب پر کلی بھروسہ نہ کریں۔ یہ سمجھیں کہ ان اسباب میں اللہ تعالیٰ نے کچھ تاثیریں رکھی ہیں اگر خدا تعالیٰ نہ چاہے تو وہ تاثیریں بیکار ہو جائیں اور کوئی نفع نہ دیں۔

میں ترا پیغام لے کر چار سُو جاتا رہا
میں ترے در پر تری مخلوق کو لاتا رہا
مجھکو دنیا کی ہر اک نعمت میسّر آ گئی
میں اگرچہ ہاتھ پھیلانے سے شرماتا رہا

ابوالاقبال

○

جو جاں سے گزرنے چلے پا پیادہ ہم سے زیادہ
زمانے میں کس کا ہے پختہ ارادہ ہم سے زیادہ

کس کا ہے چہرہ جو زخموں کی لالی کی خوشبو سے مہکے
کس کا لہو سے ہے رنگیں لبادہ ہم سے زیادہ

کون ہے جو پتھر کے کانٹوں پہ لمبے سفر پہ ہو نکلا
کوئی ہے کہ محتاج ہے جس کا جادہ ہم سے زیادہ

تعصّب کی آری کی زد میں ہے کون آیا ہر بار ہنس کر
ہُوا جسم کس کا برادہ برادہ ہم سے زیادہ

کون ہے جو رکھتا ہے پاس اپنے ظرفِ سمندر سی دولت
کون ہے جو رکھتا ہے سینہ کشادہ ہم سے زیادہ

ہمیں تو جہاں میں وہی شخص اچھا لگے گا جو قدسی
قلم کا دھنی ہو طبیعت کا سادہ ہم سے زیادہ

عبدالکریم قدسی

ہر احمدی وقفِ عارضی کرے

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث فرماتے ہیں۔

”مربیوں کو بھی چاہئے اور عام عہدیداران کو بھی چاہئے بلکہ ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو بھی اور اپنے بھائی کو بھی یہ تلقین کرے کہ وہ وقف عارضی میں شامل ہو۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک قربانی کی راہ ہے اور یہ راہ تنگ ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ قربانی کی راہوں پر چلے بغیر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے“۔

(خطبہ جمعہ ۔ الفضل ۲۷۔ اگست ۶۹ء)

سال ختم ہونے میں صرف تین ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اس لئے تمام عہدیداران اور مربیان کرام سے گزارش ہے کہ وہ اس طرف خصوصی توجہ دیں۔ اور جلد سے جلد اپنا سالانہ ہدف پورا کرنے کی کوشش کریں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد

عہدیداران جماعت کیلئے دوہرے ثواب کا موقعہ

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی ارشاد فرماتے ہیں۔

”میں ان کارکنوں کو بھی جنہوں نے تحریک جدید کے کام کو اپنے ذمہ لیا ہوا ہے توجہ دلاتا ہوں کہ ان کو خدا تعالیٰ نے بہت بڑے ثواب کا موقع دیا ہے۔ کہ وہ بھی بیدار ہوں اور اپنے مقام کی عظمت کو سمجھیں انہیں صرف اپنے چندے کا ثواب نہیں ملتا بلکہ دوسروں کے چندے وصول کرنے کا ثواب بھی ملتا ہے“۔

عہدیداران سے یہ درخواست ہے کہ تحریک جدید کا سال چند یوم تک اختتام پذیر ہو رہا ہے اور نئے سال کی آمد آمد ہے جن احباب کے ذمہ اس سال کا چندہ واجب الوصول ہو۔ ان سے جلد وصولی فرما کر مرکز کو ارسال فرماویں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد

سیرت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اپنی ایک تقریر میں کہتے ہیں۔

ایک موقعہ پر جب کہ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) (ہماری دعائیں آپ کے لئے) اپنے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے تو اس وقت باہر سے آئے ہوئے کچھ مہمان بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کسی شخص نے دروازہ پر دستک دی ان حاضر الوقت لوگوں میں سے ایک شخص نے اٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ان صاحب کو اٹھتے دیکھا تو جلدی سے اٹھے اور فرمایا ٹھہریں۔ ٹھہریں۔ میں خود دروازہ کھولوں گا۔ آپ مہمان ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہئے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) مغرب کے بعد بیت المبارک قادیان کی اوپر کی چھت پر مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت ایک احمدی دوست میاں نظام دین صاحب ساکن لودھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے۔ حضرت صاحب سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلے پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں چند معزز مہمان آکر حضرت صاحب کے قریب بیٹھتے گئے۔ اور ان کی وجہ سے میاں نظام الدین صاحب کو ہر دفعہ پیچھے ہٹنا پڑا حتی کہ وہ ہٹتے ہٹتے جوتیوں کی جگہ پر پہنچ گئے۔

اتنے میں کھانا آیا تو حضرت صاحب نے جو یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھائیں اور میاں نظام الدین صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا آؤ میاں نظام الدین ہم اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں یہ فرما کر حضرت صاحب بیت المبارک کے ساتھ والی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور حضرت صاحب اور میاں نظام الدین نے کوٹھڑی کے اندر اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا اس وقت میاں نظام الدین خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ اور جو لوگ میاں نظام الدین کو عملاً پرے دھکیل کر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قریب بیٹھ گئے تھے وہ شرم سے کٹے جاتے تھے۔ اس لطیف روایت سے تکبر اور نفرت کے خلاف دلداری اور مساوات اور اخوت اور غریب نوازی کے حق میں جو عظیم الشان سبق حاصل ہوتا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں دلداری' انکساری' اور اکرام ضیف کی ایک اور مثال سنئے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی (وفات یافتہ) روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ منی پور آسام کے دور دراز علاقے سے دو غیر از جماعت مہمان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نام سن کر حضرت صاحب کو ملنے کے لئے قادیان آئے اور مہمان خانہ کے پاس پہنچ کر لنگر خانے کے خادموں کو اپنا سامان اتارنے اور چارپائی بچھانے کو کہا۔ لیکن ان خدام کو اس طرف فوری توجہ نہ ہوئی۔ اور وہ ان مہمانوں کو یہ کہہ کر دوسری طرف چلے گئے کہ آپ یکّہ سے سامان اتاریں۔ چارپائی بھی آ جائے گی ان تھکے ماندے مہمانوں کو یہ جواب ناگوار گزرا اور رنجیدہ ہو کر اسی وقت بٹالہ کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔ مگر جب حضرت صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نہایت جلدی ایسی حالت میں کہ جوتا بھی پہننا مشکل ہو گیا ان کے پیچھے بٹالہ کے راستے پر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چل پڑے چند خدام بھی ساتھ ہو گئے اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں بھی ساتھ ہو لیا حضرت صاحب اس وقت اتنی تیزی کے ساتھ ان کے پیچھے گئے کہ قادیان سے دو اڑھائی میل پر پل کے پاس انہیں جالیا اور بڑی محبت اور معذرت کے ساتھ اصرار کیا کہ وہ واپس چلیں۔ اور فرمایا کہ آپ کے واپس چلے آنے سے مجھے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ آپ یکے پر سوار ہو جائیں میں آپ کے ساتھ پیدل چلوں گا مگر وہ احترام اور شرمندگی کی وجہ سے سوار نہیں ہوئے اور حضرت صاحب انہیں اپنے ساتھ لے کر قادیان واپس آ گئے۔ اور مہمان خانے میں پہنچ کر ان کا سامان اتارنے کے لئے حضرت صاحب نے خود اپنا ہاتھ یکے کی طرف بڑھایا مگر خدام نے آگے بڑھ کر سامان اتار دیا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ان کے پاس بیٹھ کر مودّت اور دلداری کی گفتگو فرماتے رہے۔ اور کھانے کے متعلق بھی پوچھا کہ آپ کیا کھانا پسند کرتے ہیں اور کسی خاص کھانے کی عادت تو نہیں اور جب تک کھانا نہ آ گیا حضرت صاحب ان کے پاس بیٹھے ہوئے بڑی شفقت کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ دوسرے دن جب یہ مہمان روانہ ہونے لگے تو حضرت صاحب نے دودھ کے دو گلاس منگوا کر ان کے سامنے بڑی محبت کے ساتھ پیش کئے۔ اور پھر دو اڑھائی میل پیدل چل کر بٹالہ کی رستہ والی سڑک پر نہر تک چھوڑنے کے لئے ان کے ساتھ گئے۔ اور اپنے سامنے یکہ پر سوار کرا کے واپس تشریف لائے۔

نسیم سیفی

حضرت مفتی محمد صادق صاحب

جب حضرت مفتی محمد صادق صاحب بی۔ اے۔ کا امتحان پاس نہ کر سکے تو آپ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں استصواب کے لئے خط لکھا کہ وہ دوبارہ امتحان دیں یا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان آ جائیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا کہ زیادہ مناسب یہی ہے کہ آپ قادیان آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خود ڈگریاں مہیا کر دے گا۔ اور آپ کو بہت ڈگریاں ملیں گی۔ چنانچہ جب آپ امریکہ گئے تو وہاں آپ کو واقعی کئی یونیورسٹیوں نے ڈگریاں دیں۔ ڈاکٹر آف ڈیوینیٹی کی بھی ڈگری دی اور دیگر ڈگریاں بھی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب جب امریکہ تشریف لے گئے تھے تو انہیں امریکہ کی سرزمین پر اترنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ آپ سے کچھ مذہبی سوالات پوچھے گئے اور جواب میں یہ بات سن کر کہ آپ کے مذہب میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت ہے حکومت نے انہیں امریکہ داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار دیا۔ اور آپ کو جہاز سے اتار کر ایک کوارنٹین میں رکھا۔ وہاں آپ نے دعوت الی اللہ کا کام جاری رکھا اور کہتے ہیں کہ جو دیگر لوگ وہاں موجود تھے ان پر اتنا اثر ہوا کہ حکومت نے مناسب سمجھا کہ اس شخص کو یہاں رہ کر ان لوگوں کی تبدیلی مذہب کا باعث بننے کی بجائے امریکہ میں آنے کی اجازت دے دی جائے چنانچہ آپ امریکہ میں داخل ہو گئے۔

وہاں ایک جلسہ پر آپ کو مدعو کیا گیا اور آپ نے لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے اس خیال کا اظہار کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ دین حق کے بہت قریب آ چکے ہیں کیونکہ یہاں گاڑیاں سڑکوں کے دائیں طرف چلتی ہیں اور دین حق بھی دائیں طرف کو ہی ترجیح دیتا ہے۔

اسی طرح آپ نے وہاں جا کر اس خیال کا اظہار کیا کہ ہر مربی کو تین قسم کے لوگوں سے ضرور رابطہ رکھنا چاہئے۔ اور اس رابطے کا نام آپ نے تین پیز رکھا۔ پوسٹ مین۔ فزیشن اور پولیس۔ کیونکہ ان تینوں ہی سے مربی کو زیادہ واسطہ پڑتا ہے۔ بیمار ہو جائے تو فزیشن کی ضرورت ہے۔ خطوں کا اسے انتظار رہتا ہے اس سلسلے میں پوسٹ مین کار آمد ثابت ہو سکتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کچھ لوگ اس سے جھگڑا کرنے پر تل جائیں تو پولیس کام آتی ہے۔ یہ تینوں باتیں جب سے آپ نے کہی ہیں ہر مربی کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی ہیں۔

آپ نے وہاں سے سن رائز بھی جاری کیا اور سن رائز میں آپ کے نہایت ہلکے پھلکے مضامین اور نوٹ شائع ہوتے رہے۔ ان کی سادگی آج بھی دل کو موہ لیتی ہے۔ جب آپ واپس قادیان تشریف لائے تو ہم نے یعنی ہم جیسے لوگوں نے انہیں ایک فرشتہ سیرت انسان کی صورت میں دیکھا۔ ایک لمبا سا چوغہ اور سبز پگڑی۔ گلی کوچوں میں اور بازار میں خاص طور پر احمدیہ بازار میں نہایت متانت کے ساتھ ہلکی پھلکی باتیں کرتے ہوئے آپ کو دیکھا گیا۔ بہت آہستہ آواز سے بات کرتے تھے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ بہت کم بات کرتے تھے۔ لیکن انہیں دیکھنے ہی سے بہت سی باتیں سامنے آ جاتی تھیں۔

میں نائیجیریا گیا تو وہاں ایک دوست عبد الرحیم سمتھ صاحب ملے۔ کہنے لگے میں ۱۹۱۹ء میں قادیان گیا تھا۔ اور وہاں مفتی محمد صادق صاحب سے میرا بہت قریبی رابطہ تھا۔ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ وہ میرے اردو کے استاد تھے اور یہ بات کہہ کر وہ تھوڑی سی اردو بول کر دکھا دیتے تھے۔ نائیجیریا میں میرا اور عبد الرحیم صاحب سمتھ کا بہت قریب کا رابطہ رہا۔ وہاں پر مسلم کانگریس آف نائیجیریا کی تشکیل کی گئی تو اگرچہ مجھے مرکز سے اس میں حصہ لینے کی بلکہ اس کا عہدہ قبول کرنے کی اجازت ہوئی لیکن میں ان کے ساتھ کام تو کرتا رہا کوئی عہدہ نہ لیا۔ میں نے اور سمتھ صاحب نے اور ہمارے سیکرٹری نے وہاں کے مغربی صوبے کے وزیر اعلیٰ سے مسلمانوں کے حقوق کے متعلق ملاقاتیں بھی کیں۔ بہرحال عبد الرحیم سمتھ صاحب کا ذکر تو ضمنی ہے۔ اور اس لئے آیا ہے کہ انہوں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے جو ۱۹۱۹ء میں اردو سیکھی تھی۔ اس کے بعض الفاظ اور بعض فقرات اب تک انہیں یاد تھے۔

میری نائیجیریا سے واپسی پر جب وہ مجھ سے ملنے آئے اور تصویروں کا خاص پروگرام تیار کیا گیا تو انہوں نے اپنی ایک تصویر دستخط کر کے مجھے دی اور کہا کہ اگر میں ربوہ آؤں تو مجھے یہ تصویر آپ کے سٹنگ روم میں ملنی چاہئے یعنی آپ میری اس تصویر کو اپنے سٹنگ روم میں آویزاں کریں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو ربوہ میں بھی دیکھنے کا موقعہ ملا جب چند ماہ کے لئے

باقی صفحہ ۷ پر

نسیم سیفی

میری دعوت الی اللہ

میں قادیان میں پیدا ہوا (۱۹۱۷ء) وہیں پلا بڑھا- وہاں کے گلی کوچوں میں گھوما پھرا- میدانوں میں کھیلا- سکول میں پڑھا- بیوت الحمد میں حاضری دی- بیت النور' ریتی چھلہ' بیت اقصیٰ میں عشاء کے بعد کے جلسے سنے- خطبات سے اپنے آپ کو اتنا قریب رکھا کہ یاد نہیں کہ کبھی کوئی خطبہ مس کیا ہو- بچپن میں والدہ کے ساتھ بیت اقصیٰ میں اس وقت سے جانا یاد ہے جب وہ عبادت میں مصروف ہوتی تھیں اور میں ان کے پاس لیٹا ہوا ہوتا تھا- ننھا منا بچہ-

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے خطبات جو دلچسپ بھی ہوتے تھے ایمان افروز بھی اور روح افزا بھی- وہ احمدیت کی تعلیم اور تربیت میں حرف آخر کا مقام رکھتے تھے- قادیان میں جب دعوت الی اللہ کا دن منایا جاتا تھا تو میں اس میں قریبی گاؤں میں جا کر حصہ لیتا تھا- حضرت میر محمد اسحاق صاحب جامعہ احمدیہ کی رخصتوں کے ایام میں جامعہ احمدیہ کی عمارت کے باہر پڑے ہوئے بنچوں پر مغرب کے بعد دینی کلاس لگاتے تھے تو میں اس میں بھرپور شرکت کرتا تھا- دارالفضل سے شہر اس وقت خاصا دور لگتا تھا لیکن مجھے یاد ہے کہ میں مجلس عرفان میں شریک ہونے کے لئے وہاں جایا کرتا تھا-

جذبے کی یہ بات تھی کہ جب کسی نے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ کیا تو چند نوجوانوں کی ضرورت تھی جو شہر کے مختلف مقامات پر رات کو پہرہ دیں اور دیکھیں کہ وہ شخص قادیان سے باہر تو نہیں چلا جاتا- میں اپنی کم عمری کے باوجود اس پہرے میں شریک ہوا اور مجھے یاد ہے کہ تقریباً آدھی رات بارش اور اندھیری میں ایک ٹوٹے ہوئے مکان کے پاس کھڑا رہا اور رات کا باقی آدھا حصہ ہندوؤں کی گلی میں جہاں سے زیادہ امکان تھا اس شخص کے نکل کر بھاگ جانے کا-

اسی طرح اسی کم عمری میں قادیان کے بہشتی مقبرہ میں پہرے کی ضرورت پیش آئی تو چاردیواری کے قریب ہی جو ایک چھوٹا سا کمرہ تھا اس کے اوپر بیٹھ کر پہرہ دیا- ان ساری باتوں کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا نامناسب نہ ہو گا کہ میں نے اپنی ماں کی چھاتیوں کے دودھ میں ملی ہوئی دعوت الی اللہ سے پرورش پائی اور خدا کے فضل سے یہ جذبہ ہمیشہ نمو پاتا رہا-

میری کم عمری میں (گیارہ سال کی عمر) والدہ ماجدہ وفات پا گئیں تو میرے دل و دماغ پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ میں نے مسلسل حضرت صاحب کی خدمت میں مختصر سے خط لکھنے شروع کئے کہ دنیا میں دل نہیں لگتا- جی چاہتا ہے دین کا کام کروں اس وقت تو اتنی بھی سمجھ نہیں تھی کہ دین کا کام کیا ہوتا ہے- لیکن بہرحال میں یہ خط لکھتا رہا اور ان خطوں سے مجھے اس قسم کا سکون ملتا رہا- شائد اندر ہی اندر میرے جذبے کو بھی تقویت ملتی رہی-

اس کے تھوڑی ہی دیر بعد میں نے ایک خواب دیکھا- آسمان پر گیا ہوں اور وہاں کچھ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ اللہ میاں کہاں بیٹھتے ہیں- مجھے بتایا گیا کہ جس عمارت میں تم کھڑے ہو اس کی اوپر کی منزل کی چھت پر بیٹھے ہیں- میں وہاں پہنچ گیا- کیا دیکھتا ہوں کہ اس چھت کے آگے لمبی لمبی سڑھیاں ہیں اور ان پر نہایت حسین چھوٹے چھوٹے پرندے مختلف رنگوں سے مزین چہچہا رہے ہیں- مجھے دیکھتے ہی جس شخص کو میں اس وقت خدا سمجھتا ہوں اس نے کہا کہ نیچے کی منزل میں چلے جاؤ- وہاں کچھ لوگ ملیں گے انہیں عبادت کرنا سکھاؤ- میں نیچے آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا کمرہ ہے- اس کے درمیان میں ایک اینٹ پڑی ہے اور یوں لگتا ہے کہ اس کا ایک حصہ جنت ہے اور ایک حصہ دوزخ- بہرحال وہاں کچھ لوگ موجود تھے میں نے ان سے کہا کہ آؤ میں تمہیں وضو کرنا سکھاتا ہوں چنانچہ انہوں نے اپنی لمبی لمبی لاٹھیاں زمین پر رکھ دیں اور مٹی کے لوٹے لے کر جس طرح میں انہیں بتایا انہوں نے وضو کرنا شروع کر دیا- یہ خواب ساری عمر میرے ذہن میں پر مستولی رہا ہے-

ان لوگوں کو وضو کرانا ایک ایسی بات تھی جس سے میری اس طرف رہنمائی ہوتی ہے کہ کام تو مجھے چھوٹے چھوٹے ہی کرنے پڑیں گے- میں شائد کوئی بڑا کام سرانجام نہیں دے سکتا- لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جو بھی چھوٹا کام مجھے کرنا پڑے گا وہ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہو گا- میری تعلیم جاری رہی- میں لاہور اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں داخل ہو گیا- ان دنوں مذہبی فضاء بڑی گھمبیر تھی- کالج میں میرے ساتھ مکرم نذیر احمد صاحب ڈار ہوتے تھے- ہم دونوں ایک ہی جگہ رہتے تھے- وہاں سے اکٹھے کالج جاتے اور اکٹھے واپس آتے- اور ایک کلاس روم سے دوسرے کلاس روم میں جاتے ہوئے دوسرے طالب علموں کے دھپے بھی اکٹھے ہی کھاتے- کبھی کبھی بحث مباحثہ ہو جاتا اور ایک دفعہ تو ایسا بھی ہوا کہ ہماری چند ایک کتابیں چھین کر دوسرے طلباء نے پاس ہی کی مسجد کے کنویں میں پھینک دیں لیکن ان باتوں سے اور اس سے بھی کہ پرنسپل صاحب کے پاس ہمارے خلاف میمورینڈم بھیجے جاتے تھے- متعدد لڑکوں کے دستخط کرواتے کہ انہیں کالج سے نکلوا دیا جائے- ہم نے کبھی حوصلہ نہ ہارا- اور اس حوصلہ نہ ہارنے میں- جہاں تک میرا ذاتی تعلق ہے میرے والد محترم کا کردار ہمیشہ مجھے سہارا دیتا تھا- میں اور اباجی باغبانپورہ میں تھے- ساتویں جماعت میں میں نے عربی زبان پڑھنی شروع کی- اباجی اور عربی زبان کے استاد کی آپس میں بات چیت ہوتی رہتی تھی کبھی تلخی بھی ہو جاتی اور اس کا نتیجہ مجھے بھگتنا پڑتا- کلاس روم میں یہ استاد صاحب میرے ساتھ اچھا سلوک روا نہ رکھتے تھے- چنانچہ سال ختم ہونے سے پہلے اباجی نے مجھے کہا کہ تم عربی چھوڑ دو- فارسی لے لو- فارسی وہ خود پڑھایا کرتے تھے- پھر اباجی نے وہیں باغبانپورہ میں عربی کا مطالعہ کرتے دیکھا وہ میرے لئے ایک عجیب نظارہ ہوتا تھا- بہرحال عربی زبان میں خاصی استعداد پیدا کر کے وہاں کے ایک مولوی صاحب کو جن کا نام مولوی محمد عبداللہ تھا اباجی نے ایک خط لکھا کہ میں اب تمہارے ساتھ عربی زبان میں بات کر سکتا ہوں اور زیادہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تحریر کے ذریعے بات کی جائے-

اس کے بعد شیخوپورہ میں اباجی کو دینی خدمات کا زیادہ موقعہ ملا وہ کسی جماعتی عہدے پر بھی تھے جس کا تعلق دعوت الی اللہ سے تھا- وہاں مناظرے بھی ہوتے تھے- اور میں اپنے مخالف علماء کی رہائش گاہ پر جا کر ان سے ملتا بھی تھا- اباجی اور بعض اور دوست قریب کے گاؤں میں دعوت الی اللہ کے لئے جایا کرتے تھے- یہ ساری باتیں دیکھنے کے بعد میرے دل میں یہ حوصلہ پیدا ہوا اور بڑھتا رہا- کہ دینی خدمات میں کسی خطرے سے منہ نہیں موڑنا- چنانچہ اسلامیہ کالج لاہور میں یہ حوصلہ بہت کام آیا-

ادھر میں نے ایف- اے کا امتحان پاس کیا (یہ ۱۹۳۶ء کی بات ہے) اور ادھر مجھے پتہ چلا کہ حضرت امام جماعت الثانی ہماری دعائیں آپ کے لئے نے کچھ واقفین زندگی کا مطالبہ کیا ہے میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں اپنا نام پیش کیا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں نے پانچ سات آدمی لینے تھے لے لئے ہیں- اب پھر ضرورت پیش آئے گی- تو تمہاری درخواست پر بھی غور کیا جائے گا- جہاں تک میرا علم ہے یہ خط و کتابت دفاتر میں میری سروس بک میں یا جہاں کہیں بھی ریکارڈ رکھا جاتا ہے موجود ہے- اس کے بعد بھی میں حضرت صاحب کی خدمت میں لکھتا رہا- حتیٰ کہ مجھے ایک دفعہ یہ خیال آیا- کہ اگر خط و کتابت سے کام نہیں بنتا تو خود مل لیا جائے- چنانچہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا- حضرت صاحب نے ازراہ مزاح فرمایا تم جانتے بھی ہو اگر ہم نے تمہیں وقف میں لے لیا تو تمہیں جو کتابیں پڑھنی پڑیں گی (مولوی فاضل)- حضرت صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے کتابوں کا حجم بتایا اور فرمایا کہ وہ تم سے اٹھائی بھی نہیں جائیں گی- اسی گفتگو کے دوران میں نے گذارش کی کہ اگر مجھے اجازت ملے تو میں اپنے خرچ پر کسی بیرونی ملک چلا جاؤں- حضرت صاحب مسکرائے اور فرمایا کہاں جاؤ گے- میں نے عرض کیا جاپان کے متعلق بہت کچھ سن رہا ہوں- حضرت صاحب نے جاپان کا نام سنتے ہی فرمایا- وہاں تمہیں کوئی نوکری نہیں دے گا- دیکھو یہاں میں نے دارالمصنف کھولا ہوا ہے- میں کسی غیر ملکی کو تو یہاں نوکری نہیں دیتا- پہلے اپنے نوجوانوں کو دیتا ہوں- اسی طرح وہ لوگ بھی اپنے نوجوانوں کو نوکریاں دیتے ہیں تمہیں کوئی نوکری نہیں دے گا- میں نے عرض کیا کہ میں نوکری نہیں کروں گا- میرا ارادہ ہے کہ میں کپڑے کی پھیری لگاؤں گا- حضرت صاحب پہلے تو مسکرائے ہی تھے- اب ہنسے اور فرمایا بہت اچھا چلے جاؤ- جانے کی اجازت تو مل گئی لیکن بعد میں موقعہ نہ ملا-

میں بی- اے کے لئے کالج میں داخل ہو گیا اور بی- اے- پاس کرنے کے بعد دہلی ملازم ہو گیا- دہلی میں ایک دن مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کا خط ملا اور یہ خط مجھے شام کے وقت ملا تھا- کہ آج حضرت صاحب واقفین زندگی کی درخواستوں کی فائل دیکھ رہے تھے تو آپ نے پوچھا تمہارے نام پر انگلی رکھ کہ پوچھا کہ اس کا پھر خط نہیں آیا- اسی موقعہ پر حضرت صاحب نے مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور سے پوچھا کہ اسے جانتے ہو- کہنے لگے نہیں- میں تو نہیں جانتا- مولانا انور صاحب نے ہی مجھے بتایا تھا کہ حضرت صاحب نے فرمایا یہ تو ہمارے سلسلے کے شاعر ہیں- بہرحال شام کے وقت مجھے خط ملا اور رات کے بھیگنے سے پہلے پہلے میں نے اس کا جواب لکھ کر خود جا کر پوسٹ کر دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جلد ہی میرے وقف کی منظوری ہو گئی- مجھے ارشاد ملا کہ استعفیٰ دے کر آ جاؤ- میں نے استعفیٰ دے دیا وہ ابھی منظور نہیں ہوا تھا کہ مجھے پھر قادیان سے ارشاد ملا کہ استعفیٰ واپس لے لو اور جتنی چھٹی مل سکتی ہے- چھٹی لے کر آ جاؤ- ہم تمہاری تعلیم کا انتظام کریں گے چنانچہ میں نے استعفیٰ واپس لے لیا اور پہلے پوری تنخواہ پر پھر نصف تنخواہ پر پھر بغیر تنخواہ کے جتنی رخصت ملتی تھی لیتا رہا- اور اس دوران قادیان میں محترم مولانا ارجمند خان صاحب کو

باقی صفحہ ۷ پر

واقعاتِ عالم پس منظر

ہیٹی کا سیاسی بحران

قمر داؤد کھوکھر

گزشتہ دنوں ہیٹی کے سیاسی بحران کے خاتمے کا آغاز ہو گیا ہے۔ اور ہیٹی پر امریکی حملے کا جو خطرہ پیدا ہوا تھا وہ ٹل گیا ہے۔ ہیٹی کے اقتدار پر قابض فوجی قیادت ۱۵۔ اکتوبر تک اقتدار چھوڑنے پر رضامند ہو گئی ہے۔

ہیٹی کے سیاسی بحران کو ختم کرانے میں امریکہ کے سابق صدر جمی کارٹر نے خصوصی کردار ادا کیا ہے۔ اور ان کی قیادت میں ایک وفد نے ہیٹی کے فوجی حکمران راؤل سیڈریس (Raoul Cedras) اور جلا وطن صدر جونس ارسٹڈ Aristide سے مذاکرات کے بعد ایک معاہدہ طے پایا ہے جس کے بعد سیاسی بحران ختم ہونے کے امکانات روشن ہو گئے ہیں۔ جنرل سیڈریس اس بات پر رضامند ہو چکے ہیں کہ وہ اقتدار چھوڑ دیں گے اور جلا وطن صدر ملک کا اقتدار سنبھال لیں گے جن کی حکومت کا تختہ تین سال قبل الٹ دیا گیا تھا۔

ہیٹی جنوبی امریکہ کے قرب و جوار میں پھیلے ہوئے بحر اوقیانوس اور بحیرہ کیری بین میں واقع جزائر میں سے ایک جزیرہ ہے جس کی زمینی سرحد صرف ایک ملک ڈومی نیکن ریپبلک سے ملتی ہے۔ جو اس کے شرق میں واقع ہے جبکہ اسی کے مغرب میں کچھ فاصلے پر کیوبا ہے۔ ہیٹی کیری بین جزائر کے ۱/۳ حصہ پر مشتمل ہے۔ اس کا کل رقبہ ۲۷۴۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ ملک کا ۲/۳ حصہ پہاڑی علاقہ ہے۔ ملک کا سب سے بلند پہاڑ Morne Laselle ۱۴۱۵ میٹر بلند ہے۔ سمندروں کے بیچ واقع ہونے کی وجہ سے ملک کا موسم معتدل اور مرطوب ہے درجہ حرارت ۳۱ سے ۳۵ ڈگری سنٹی گریڈ تک رہتا ہے۔ ملک کی آبادی ۶۶۱۷۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ رومن کیتھولک عیسائی کل آبادی کا اسی فیصد ہیں۔ ملک کی سرکاری زبانیں فرنچ اور کریول ہیں۔ دارالحکومت پورٹ آو پرنس (Prot Au Prince) ہے۔ کافی، گنا، چاول اور مکئی ملک کی اہم فصلیں ہیں۔ ملک میں چینی، ٹیکسٹائل اور سیمنٹ کی صنعتیں بھی قائم ہیں۔ ملک کی کرنسی گورڈی (Gourde) کہلاتی ہے۔ ۵ گورڈی ایک امریکی ڈالر کے برابر ہوتے ہیں۔ معاشی لحاظ سے انتہائی غریب ملک ہے۔ ۱۹۸۷ء میں یہاں بیروزگاری کی شرح ۵۰ فیصد تک جا پہنچی تھی۔ یہ ملک گزشتہ کئی برسوں سے زندگی کی جدید سہولیات سے محروم چلا آرہا ہے۔ ملک میں معاشی اور سیاسی ابتری کی وجہ سے ہیٹی باشندے امریکہ یا باہاماس نقل مکانی کرتے رہتے ہیں۔ ملک کی قانون ساز اسمبلی دو ایوانوں پر مشتمل ہے۔ ایوان بالا سینٹ کے ۲۷ اور ایوان زیریں چیمبر آف ڈیپوٹز (ممبران قومی اسمبلی) کے ۸۳ ممبر ہوتے ہیں۔ یہ ملک بھی جمہوریت کی بحالی کے دور سے گزر رہا ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے بعد ہیٹی براعظم لاطینی امریکہ کی پہلی ریاست ہے جس نے یکم جنوری ۱۸۰۹ء کو آزادی حاصل کی۔ دیگر بہت سے ممالک کی طرح ہیٹی کو بھی کولمبس نے ۵۔ دسمبر ۱۴۹۲ء کو دریافت کیا۔ ۱۶۹۷ء میں اس پر فرانس نے قبضہ کیا اور یہاں ۵ لاکھ افریقی باشندے لا کر بسائے گئے۔ اور اب انہی کی نسلیں اس ملک میں آباد ہیں۔

فرانسیسی قبضہ کے بعد یہ ملک یورپ کو کافی اور چینی سپلائی کرنے والا واحد ایک بڑا ملک بن چکا تھا۔ انقلاب فرانس (۱۷۸۹ء) کے بعد یہاں بھی اس انقلاب کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہوئے۔ آزادی کی تحریکوں نے جنم لیا اور رفتہ رفتہ ان تحریکوں نے زور پکڑا حتی کہ یکم جنوری ۱۸۰۹ء کو یہ ملک آزاد ریاست کے طور پر دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔

حصول آزادی کے بعد کچھ عرصہ تک یہاں بادشاہت قائم رہی اور پھر جلد ہی یہ ملک سیاسی بحران کا شکار ہو گیا۔ ملک کی سیاسی اور معاشی ابتری کی وجہ سے امریکہ نے ۲۸ جولائی ۱۹۱۵ء کو اس ملک کا کنٹرول سنبھالا اور ۶۔ اگست ۱۹۳۴ء کو امریکی افواج کی واپسی سے امریکہ کا اس پر کنٹرول ختم ہوا۔ تاہم سیاسی بحران کا خاتمہ نہ ہو سکا۔ کبھی کسی صدر کا تختہ الٹ دیا جاتا۔ کبھی کسی کو گولی مار دی گئی اور کبھی کسی صدر کو زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا۔ ۱۹۵۷ء میں ہیٹی کے ایک ڈاکٹر Francois Duvalier جو Para Doc کے نام سے پکارے جاتے تھے ملک کے صدر بنے۔ ۱۹۶۹ء میں انہوں نے تا عمر صدر رہنے کا اعلان کیا۔ ۱۹۷۱ء میں انہوں نے اپنی وفات سے پہلے اپنے بیٹے Jean Claude Duvalier کے بارے میں آئینی تحفظ فراہم کر دیا کہ وہ ان کا جانشین صدر ہو گا۔ اس کے آمرانہ دور اقتدار میں سیاسی آزادی سلب کر لی گئی۔ ملک کے عوام اس حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ شدید احتجاجی ہنگاموں کے بعد پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور سیاسی ابتری پھیلی چلی گئی۔ ان حالات میں ۱۹۸۰ء کے سال میں ۳۰ ہزار ہیٹی باشندے ہجرت کر کے امریکہ میں سیاسی پناہ لینے پر مجبور ہو گئے اس وقت امریکہ میں صدر ریگن کی حکومت تھی۔ عوام کے شدید رد عمل پر جین کلاڈ ۷۔ فروری ۱۹۸۶ء کو یہ ملک چھوڑ کر فرانس چلا گیا اور اس طرح ۲۸ سالہ خاندانی آمریت کا خاتمہ ہوا۔ تب ایک فوجی عبوری حکومت نے اقتدار سنبھالا۔ جس کے سربراہ جنرل Henry Namphy تھے۔ ۱۷ جنوری ۱۹۸۸ء کو ملک میں نئے عام انتخابات ہوئے۔ لیکن ابھی حکومت کو اقتدار سنبھالے چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ستمبر میں فوج نے دوبارہ اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں یہاں صدر جونس ارسٹڈ نے اقتدار سنبھالا لیکن ۱۹۹۱ء میں ان کی حکومت کا بھی تختہ الٹ دیا گیا اور ایک فوجی جرنل Raoul Cedras نے ستمبر ۱۹۹۱ء میں اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ تب سے یہاں فوجی حکومت چلی آرہی تھی۔ اور اب امریکہ کی مداخلت پر ایک معاہدے کے تحت جنرل سیڈریس اس بات پر رضامند ہو گئے ہیں کہ وہ اقتدار چھوڑ دیں گے اور جلاوطن صدر ملک کا اقتدار سنبھال لیں گے اور ملک میں جمہوریت کی بحالی کا عمل شروع ہو سکے گا۔

LUCK AND GRACE

My thought and talk and deed
From You they must proceed
You gave me body and soul
You played so big a role
My life is a gift from You
I do admit, I do

'Tis You who make me live
Whate'er I need you give
At times before I ask
You help me in my task
I think of a certain thing
Some unknown people bring
And I am wonderstruck
I praise my luck - good luck
But praises go astray
'My luck' I always say
This word is out of place
My steps I must retrace
And make myself believe
Whate'er we all receive
Our luck has nothing to do
'Tis You and none but You
Whose grace grants us things
From beggars makes us kings
If grace and luck are same
Myself I shouldn't blame.

خوش قسمتی اور خدا کا فضل

میرے خیالات اور میری گفتگو اور میرا عمل
چاہئے کہ ان سب کا تو منبع ہو
تو نے مجھے جسم دیا اور روح بھی
اور تو نے اس سلسلے میں ایک بہت عظیم کردار ادا کیا
میری زندگی تیری ہی طرف سے ایک تحفہ ہے
میں یہ بات مانتا ہوں
اور میں پھر کہتا ہوں کہ میں یہ بات مانتا ہوں
تو ہی وہ ذات ہے جو مجھے زندہ رکھتی ہے
تو ہی وہ ذات ہے جو مجھے وہ سب کچھ دیتی ہے
جس کی مجھے ضرورت ہے
اور بعض اوقات میرے ماننے سے بھی پہلے
مجھے چیزیں مل جاتی ہیں
تو میرے کام میں مددگار ثابت ہوتا ہے
میں کسی چیز کا خیال کرتا ہوں
تو کوئی انجانے لوگ وہ چیز لے آتے ہیں
اور میں حیرت زدہ ہو جاتا ہوں
اس وقت اپنی خوش قسمتی کی تعریف کرتا ہوں
اپنی قسمت کی
یعنی اپنی خوش قسمتی کی
لیکن میری یہ تعریف غلط راستہ اختیار کرتی ہے
کیونکہ میں ہمیشہ اسے اپنی قسمت کے ساتھ منسلک کرتا ہوں
اس وقت میری "قسمت" کے لفظ کا استعمال غلط ہوتا ہے
مجھے انہی قدموں پر واپس ہو جانا چاہئے
مجھے اس بات کا یقین کر لینا چاہئے
کہ ہم سب کو جو کچھ بھی ملتا ہے
اس کے ساتھ ہماری قسمت کا کوئی تعلق نہیں
یہ تیری ذات ہے
اور تیری ہی ذات کے سوا اور کوئی نہیں جس کا فضل ہمیں یہ چیزیں عطا کرتا ہے
جو مجھ فقیر کو بادشاہ بنا دیتا ہے
لیکن اگر تیرا فضل اور قسمت ایک ہی چیز ہے
تو مجھے اپنے آپ کو موردِ الزام نہیں ٹھہرانا چاہئے

☆ O ☆

جیسا کہ تدبیر اور دعا کا باہمی رشتہ قانون قدرت کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے ایسا ہی صحیفہ فطرت کی گواہی سے بھی یہی ثبوت ملتا ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ انسانی طبائع کسی مصیبت کے وقت جس طرح تدبیر اور علاج کی طرف مشغول ہوتی ہیں ایسا ہی طبعی جوش سے دعا اور صدقہ اور خیرات کی طرف جھک جاتی ہیں (-) پس یہی ایک روحانی دلیل اس بات کی ہے کہ انسان کی شریعت باطنی نے بھی قدیم سے تمام قوموں کو یہی فتویٰ دیا ہے کہ وہ دعا کو اسباب اور تدابیر سے الگ نہ کریں بلکہ دعا کے ذریعہ سے تدابیر کو تلاش کریں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

ایشیائی کھیلوں میں پریشانی

بھارت کے طاعون زدہ ملک کے کھلاڑیوں کا جو دستہ جاپان کے ایشیائی کھیلوں میں شرکت کے لئے گیا ہے اس نے وہاں پر منتظمین اور کھلاڑیوں کے لئے بڑی پریشانی پیدا کر دی ہے۔ ان کے بارے میں شبہ کیا جا رہا ہے کہ شاید ان کھلاڑیوں میں بھی طاعون کے جراثیم ہوں۔ اس لئے ان کا طبی ٹیسٹ کیا جا رہا ہے اور سردست کھلاڑیوں کو منتظمین نے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا ہے کہ ان کھلاڑیوں میں طاعون کا کوئی شبہ نہیں۔

نوے کروڑ کی آبادی کے اس وسیع و عریض ملک میں اگرچہ طاعون کی مصدقہ اموات کی اطلاع صرف ۵۰ ہے اور سورت کے بعد صرف گنتی کے چند شہری اس کا شکار ہوئے ہیں لیکن طاعون کی بیماری کی متعدی نوعیت ایسی ہے جس نے تمام بھارتیوں کو اچھوت بنا کر رکھ دیا ہے۔ اگرچہ عالمی ادارہ صحت نے یہ کہہ کر تسلی دلائی ہے کہ تین ہفتوں میں یہ وبا قابو میں آ جائے گی۔ اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ لیکن اس بیماری کے ہراس میں کمی نہیں آئی۔

تازہ اطلاعات کے مطابق نئی دہلی میں طاعون کے ۵۰۰- مریض ہیں اور مجموعی طور پر مختلف شہروں میں تین ہزار افراد اس بیماری کا شکار ہوئے ہیں۔ یہ تعداد اگر کسی اور بیماری کی ہوتی تو اتنا خوف و ہراس کبھی بھی نہ پھیلتا لیکن جو بیماری سانس اور ہوا کے ذریعے پھیلتی ہو اور جو ایک مسلسل رفتار سے ایک شہر سے دوسرے شہر میں پھیلتی ہی جا رہی ہو اس کے بارے میں عالمی سطح پر تشویش کا پایا جانا لازمی ہے۔

پاکستان کی حکومت نے بھارت کے ساتھ اپنے ہر قسم کے روابط بند کر دیئے ہیں۔ یعنی فضائی- زمینی اور بحری تمام سرحدیں بھارتی باشندوں کے لئے بند کر دی گئی ہیں۔ صرف بھارتی باشندوں کے لئے نہیں بلکہ بھارت سے آنے والے ہر مسافر کے لئے یہ پابندی نافذ کر دی گئی ہے۔ اس طرح سے عملاً بھارت اس وقت دنیا کا سب سے زیادہ الگ تھلگ ملک بن کر رہ گیا ہے۔

جاپان کے شہر ہیروشیما میں شروع ہونے والی ایشیائی کھیلوں میں بھارتی کھلاڑیوں کا ایک بڑا دستہ پہنچ تو گیا ہے۔ مگر یہ خطرہ ظاہر کیا جا رہا تھا کہ ان کھلاڑیوں کو شاید واپس بھیج دیا جائے۔ سردست ایسا تو نہیں ہوا مگر یہاں بھی بھارتی کھلاڑی اچھوت بن کر رہ گئے ہیں۔ اور جب تک بھارت سے طاعون کی وباء ختم نہیں ہو جاتی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

نئی دہلی میں جو روایتی طور پر گندگی سے بھرپور شہر ہے صفائی کی ایک زبردست مہم شروع کی گئی ہے۔ اس شہر میں چوہوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے اور جیسا کہ سب جانتے ہیں یہ بیماری چوہے پر موجود پسو کے ذریعے سے پھیلتی ہے۔ اور ایک دفعہ جب اس کے جراثیم پیدا ہو جائیں تو پھر انسانوں اور چوہوں کا وجود ہی دوسروں کو اس بیماری کے منتقل کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔

☆ ○ ☆

مسلمانوں اور سربوں میں معاہدہ

اقوام متحدہ کے افسران نے بتایا ہے کہ بوسنیا کے مسلمانوں کی حکومت اور بوسنین سربوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پا گیا ہے جس کے تحت لمبے عرصے سے زیر بحث معاملہ یعنی قیدیوں کا تبادلہ اور طبی بنیادوں پر بعض افراد کی منتقلی کا معاملہ طے پا گیا ہے۔

لیکن ابھی تک سراجیوو ائرپورٹ کو کھولنے کے بارے میں کوئی بات طے نہیں ہو سکی۔ ائرپورٹ ۲- ہفتوں سے بند ہے جس کے نتیجے میں اقوام کی امدادی پروازوں کا سلسلہ معطل ہے۔ اقوام متحدہ کے ایک افسر لیفٹیننٹ کرنل ٹم سپائر نے اس سمجھوتے کو بہت اہم پیش رفت قرار دیا ہے۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ سمجھوتہ کس طرح ہوا۔

ایک اور ترجمان نے کہا کہ یہ معاہدہ بڑا محدود ہے۔ اس میں صرف طبی بنیادوں پر بعض افراد کا انخلا اور سراجیوو کے جنوب مشرق میں واقع گورازدے میں امدادی قافلوں کو جانے کی اجازت دینا شامل ہے۔

بوسنین سربوں نے ۲۲- ستمبر کو نیٹو کے فضائی حملے کے بعد سراجیوو ائرپورٹ کو اور امدادی قافلوں کو بند کیا ہوا ہے۔ اقوام متحدہ کے ترجمان نے بار بار کی درخواستوں کے باوجود یہ نہیں بتایا کہ اس فضائی حملے سے سربوں کو کیا نقصان پہنچا تھا۔ لیکن ایک مغربی فوجی ذریعے نے بتایا ہے کہ سربوں کے ٹینک کو براہ راست نشانہ نہیں بنایا گیا تھا۔ اور ایک ہزار پاؤنڈ وزنی صرف ایک بم گرایا گیا تھا۔

اقوام متحدہ اور نیٹو نے ابتدائی خبروں میں بتایا تھا کہ ٹارگٹ پر دو بم گرائے ہیں۔ اور سربوں کو یہ ایڈوانس وارننگ بھی نہیں دی گئی تھی کہ ان کے ٹینک کو نشانہ بنایا جائے گا۔ بم کے گرنے سے ٹینک سے ۳۰- ۴۰- فٹ کے فاصلے پر گڑھا پڑ گیا تھا۔ اس سے ٹینک کو بھی کچھ نقصان پہنچا۔ لیکن کسی کو پتہ نہیں کہ یہ نقصان کس قدر تھا۔ اس ٹینک کو فوری طور پر وہاں سے ہٹا دیا گیا تھا اور جب اگلے دن اقوام متحدہ کے مبصر اس جگہ کو دیکھنے گئے تو ٹینک وہاں پر موجود نہیں تھا۔

اقوام متحدہ کے کمانڈروں نے اس وقت حملہ کی درخواست کی تھی جب سربوں نے ایک فرانسیسی فوجی کو زخمی کر دیا تھا۔ سربوں کے اس حملے میں ایک مسلح گاڑی کو بھی نقصان پہنچا تھا اور اس کا ڈرائیور شدید زخمی ہو گیا تھا۔

نیٹو کے عہدیداروں کا کہنا ہے کہ اب تک سربوں پر کئے گئے ۶- فضائی حملے فی الحقیقت ایک علامتی اظہار تھے۔ ان سے کوئی خاص قابل ذکر نقصان نہیں ہوا تھا۔

ان فضائی حملوں سے سربوں کے موقف میں اور سختی آ گئی ہے اور وہ اب بھی اقوام متحدہ سے تعاون کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اور اب بھی وہ امن سمجھوتے کو قبول کرنے سے انکاری ہیں۔ حالانکہ اب وہ اپنے قدیمی حلیف سربیا سے بھی الگ ہو چکے ہیں۔

گزشتہ ہفتے سپین میں نیٹو کے وزرائے دفاع کی کانفرنس میں اس امر پر اتفاق کیا گیا کہ آئندہ سے جب بھی سرب اقوام متحدہ کے فیصلوں کی خلاف ورزی کریں تو ان پر فوری اور بغیر وارننگ کے فضائی حملہ کیا جائے گا۔

لیکن نیٹو کے طیارے اقوام متحدہ کی اجازت کے بغیر حرکت نہیں کرتے۔ برطانیہ اور فرانس جیسے ممالک جن کے سینکڑوں فوجی بوسنیا میں موجود ہیں فضائی حملے کرنے میں متذبذب ہیں۔ انہیں شبہ ہے کہ اس طرح سرب لوگ اقوام متحدہ کی افواج پر حملہ کر دیں گے جن کے پاس بہت ہلکے ہتھیار ہیں۔

بوسنیا کے سربوں نے جو بوسنیا میں اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں اپریل ۱۹۹۲ء میں جنگ شروع کی جب انہوں نے مسلم اور کروش آبادی کی طرف سے سابق یوگوسلاویہ سے الگ ہو کر ایک علیحدہ وطن کے اعلان کے خلاف بغاوت کی تھی۔ اس جنگ میں اب تک ۲- لاکھ افراد یا تو ہلاک ہو چکے ہیں یا گم شدہ ہیں۔

"ہوتو" قبائل سے انتقام نہ لیں

روانڈا کے نائب صدر میجر جنرل پاؤل کاگامے نے تتسی قبیلہ کے افراد کو کہا ہے کہ وہ ہوتو قبائل کے افراد سے انتقام نہ لیں۔ مگر کاگامے اس فوج کے سربراہ تھے جس نے ہوتو قبائل کے خلاف خانہ جنگی میں کامیابی حاصل کی تھی انہوں نے ان غیر ملکیوں پر تنقید کی جو روانڈا میں اختلافات کی باتیں کرتے ہیں۔ ان کا اشارہ ان غیر ملکی امدادی اداروں کی طرف تھا جو الزام لگا رہے ہیں کہ باغی تتسی قبائل وسیع پیمانے پر انتقامی طور پر ہوتو قبائل کا قتل عام کر رہے ہیں۔

اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین نے اور بات کی ہے ان کا کہنا ہے کہ ۲۰- لاکھ ہوتو افراد جو کیمپوں میں ہمسایہ ملکوں میں مقیم ہیں وہ حکومت کی انتقامی کارروائیوں کی وجہ سے واپس نہیں آ رہے بلکہ اس کے ذمہ دار ہوتو انتہا پسند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس مسئلے کی ۹۰% ذمہ داری سابق گورنمنٹ کے ہوتو فوجیوں پر ہے جو کیمپوں میں مقیم ہیں۔ اس ایجنسی نے گزشتہ ہفتے یہ الزام عائد کیا تھا کہ کاگامے کے فوجی واپس آنے والے ہوتو افراد کا ایک منصوبے کے تحت قتل عام کر رہے ہیں۔ روانڈا کی حکومت نے اس الزام کی تردید کی ہے۔

مسٹر کاگامے نے کیگالی میں فوجیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ روانڈا کے فوجیوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مزید نسلی خون خرابے کو روکیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس امر کو یقینی بنانا چاہئے کہ نسل کشی کا سلسلہ دوبارہ پھر کبھی نہیں ہو گا۔

سویلین ہوتو ملیشیا جن کی تائید سابق حکومت کے فوجی کر رہے ہیں' ان پر الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے کم از کم ۵- لاکھ روانڈا کے لوگوں کو قتل کیا۔ جن میں بڑی تعداد تتسی قبائل کے افراد کی تھی۔ جنگ اور قتل عام کا یہ سلسلہ ۶- اپریل کو ہوتو صدر جووینال ہبیاری مانا کے قتل کے ردعمل میں شروع ہوا تھا۔

روانڈا کی حکومت کے نئے صدر مسٹر پاسچر بزی مونگو نے بھی' جو ہوتو ہیں اور جن کو باغیوں نے مقرر کیا ہے' کہا ہے کہ امن قائم کیا جائے۔ ہر شخص کو زندہ رہنے کا حق ہے۔ انسانی جان کا احترام کیا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری تمام کوششیں ناکام ہو جائیں گی۔

حکومت نے قتل عام کی تازہ خبروں پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ باتیں درست نہیں جبکہ اقوام متحدہ کے ادارے کا کہنا ہے کہ ان کے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں۔ روانڈا کی حکومت نے بتایا ہے کہ اس نے اپنے ۶۰- ۷۰- فوجیوں کو ایسے جرائم کی بناء پر گرفتار کر لیا ہے اور انتقامی کارروائیوں کے واقعات محض انفرادی سطح پر ہوئے ہیں۔

اقوام متحدہ کے افسران کا کہنا ہے کہ روانڈا کی صورت حال اب بھی مہاجرین کی واپسی کے لئے ساز گار نہیں ہے۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ کیمپوں میں مقیم سابق حکومت کے فوجی عام لوگوں کی واپسی کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۳

۱۹۵۰ء میں میں نائیجیریا سے واپس پاکستان آیا تھا۔ اور اس عرصہ کے گذارنے کے بعد واپس جا رہا تھا۔ تو حضرت مفتی صاحب نے خاکسار اور خاکسار کے دیگر ہمراہیوں کی ایک دکان پر دعوت کا انتظام کیا۔ ان دنوں تو کچے بازار ہی تھے۔ وہاں پر ایک دودھ دہی کی دکان پر ہمارے ناشتے کا آپ نے انتظام فرمایا۔

میرے چلے جانے کے بعد میرا اس وقت سب سے چھوٹا بچہ محمد اقبال سیفی ان سے خاصا مانوس ہو گیا اور بعض اوقات چلتے چلتے ان کی ٹانگوں سے لپٹ جاتا تھا اور ان سے کہتا تھا بابا جی میرے لئے دعا کریں۔ چنانچہ ایک روز حضرت مفتی صاحب کو میرے گھر والوں نے دعوت دی اور آپ نہایت خوش دلی کے ساتھ ہمارے غریب خانہ پر تشریف لے آئے۔ ان دنوں کی حالت کا نقشہ یوں کھینچا جا سکتا ہے کہ جب حضرت مفتی صاحب کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ اس میں چاول بھی تھے تو آپ نے فرمایا کہ چاولوں کے لئے چمچہ بھی دیجئے۔ شائد یہ کوئی حیرانگی کی بات نہیں کہ اس وقت ہمارے گھر میں کوئی چمچہ تھا ہی نہیں۔ چنانچہ ہم نے اپنے ہمسایوں سے اور اس وقت ہمارے ہمسائے محترم میاں محمد یعقوب صاحب تھے جو حضرت ڈپٹی محمد شریف صاحب کے بھائی تھے۔ ان سے چمچہ مانگ کر حضرت مفتی صاحب کو دیا حضرت مفتی صاحب نے کھانے کے بعد لمبی دعا کی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ساتھ یہ رابطہ اور یہ تعلق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ میں اپنی طرف سے ایک تحریر پیش کروں جن میں ان کا ذکر ہو چنانچہ اسی خیال سے یہ تحریر لکھی گئی ہے۔

بقیہ صفحہ ۴

مجھے اور میرے دو تین اور ساتھیوں کو صرف میر نحو میر پڑھانے پر متعین کیا گیا۔ مکرم محمد نذیر قریشی صاحب کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانے پر اور اسی طرح کچھ عرصہ کیلئے مکرم مولانا محمد ابراہیم للّٰی صاحب کو بھی قرآن مجید ہی کی تعلیم کے لئے ہمارے واسطے مقرر فرمایا گیا۔

جب میں اپنی پوری رخصت ختم کر چکا تو دہلی واپس جا کر میں نے استعفیٰ دیا اور ایک ماہ کے اندر اندر پاسپورٹ وغیرہ بنوا کر قادیان پہنچ گیا۔ یہ دسمبر ۱۹۴۴ء کی بات ہے۔ میں قادیان سے ۸۔ جنوری ۱۹۴۵ء کو نائیجیریا کے لئے روانہ ہوا۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کچھ روز کراچی ٹھہرا وہاں سے بصرہ' بغداد' اور فلسطین پہنچا۔ فلسطین میں کچھ تھوڑی بہت عربی سیکھی اور حضرت مولانا محمد شریف صاحب میرے کزن نے فرمایا کہ بائبل کی پہلی پانچ کتابیں ضرور پڑھ لو چنانچہ وہ بھی وہیں پڑھیں۔ اور پھر صحرائی راستے سے نائیجیریا پہنچ گیا۔ جہاں تک مربی کی دعوت الی اللہ کا تعلق ہے۔ اس کے ساتھ بہت سے دیگر شعبے اس طرح منسلک ہیں کہ ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ تحریر و تقریر اور انسان کا ذاتی کردار یہ سب باتیں دعوت الی اللہ کا حصہ بن جاتی ہیں چنانچہ سب سے پہلے تو اپنے کردار کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ پھر انسان کوشش کرے کہ وہ زبان کا بھی دھنی ہو اور تحریر کا بھی۔ مجھے اگرچہ کسی حد تک تو ان دونوں باتوں کا تجربہ تھا۔ لیکن نائیجیریا جا کر میں نے خاص طور پر ان دونوں باتوں کی طرف توجہ دی دعوت الی اللہ کے متعلق ایک اور بات بھی کہتا چلوں۔

ایک عام شخص کی دعوت الی اللہ اور ایک مربی کی دعوت الی اللہ میں بڑا فرق ہے۔ ایک عام آدمی کو صرف اپنا پیغام پہنچانے ہی سے تعلق ہوتا ہے۔ اور ایک مربی کو جس جماعت میں بھی وہ مربی ہے اس جماعت کی زندگی کے تمام شعبوں کو فروغ دینے کا کام سرانجام دینا ہوتا ہے مربی کو موقعہ ملے بلکہ وہ اس موقعہ کی تلاش میں رہتا ہے تو وہ سکول بھی کھولتا ہے۔ اخبار بھی جاری کرتا ہے اسی طرح پریس بھی قائم کرتا ہے۔

ریڈیو کی نشریات میں بھی حصہ لیتا ہے۔ اور اسی طرح ٹی۔ وی میں بھی اپنے مقالے پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے لوگوں سے مشن ہاؤس میں بھی ملتا ہے اور ان کے گھروں پر جا کر بھی۔ اپنے جلسے بھی منعقد کرواتا ہے اور دوسروں کے جلسوں میں بھی شرکت کرتا ہے جماعت کے طلباء کی تعلیم کا خیال رکھتا ہے۔ بڑی عمر کے لوگوں کی زندگی کے ہر شعبے میں جس قدر مدد دینے کی استطاعت رکھتا ہے مدد دیتا ہے۔ عورتوں کی تعلیم و تربیت بھی اس کی ذمہ داری ہے اور مردوں کی تعلیم و تربیت بھی۔ گویا کہ ایک مربی کو زندگی کے ہر شعبے کی طرف دھیان دینا پڑتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے یا اسے کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنی جماعت کو ان تمام شعبوں میں آگے سے آگے لے جائے۔ یہی اس کی کامیابی کا راز ہے۔

پہلی تقریر مجھے اس وقت کرنی پڑی جب لیگوس پہنچنے کے بعد قلی کے سر پر سامان رکھے ہوئے ہم اس جگہ پہنچے جہاں احمدیہ مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا تھا۔ خاصی تعداد میں لوگ مدعو تھے اور حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب استقبالیہ پیش کر رہے تھے۔ ابھی انہوں نے کہا ہی تھا کہ اگرچہ سنگ بنیاد رکھنے کی تاریخ آج سے پہلے کی تھی لیکن چونکہ ہمارے آنے والے مربی ابھی تک نہیں آئے اس لئے آج اہتمام کر لیا گیا ہے ادھر حضرت حکیم صاحب نے یہ بات کہی اور ادھر شور پڑ گیا کہ وہ آ رہے ہیں ہم دو مربی قلی کے سر پر سامان رکھے وہاں پہنچے۔ حضرت حکیم صاحب نے ہم دونوں کو اپنے پاس کرسیوں پر بٹھا لیا اور جب اپنا استقبالیہ ایڈریس ختم کیا تو میرا بازو پکڑ کر مجھے کھڑا کر دیا کہ اب آپ حاضرین سے خطاب کریں۔ میں نے نہایت آہستہ آواز میں کہا تو سہی کہ ابھی اور اسی وقت لیکن حکیم صاحب نے فرمایا کہ تعارف کا یہی موقعہ ہے اس لئے آپ ضرور ان سے خطاب کریں۔ چنانچہ ان کے ارشاد کے مطابق میں نے حاضرین سے مختصر سا خطاب کیا۔

اس کے بعد اوپن ایئر لیکچرز کا سلسلہ شروع ہوا جو محترم حکیم صاحب نے ایک لمبے عرصے سے جاری کر رکھا تھا' شام کے وقت عشاء کے بعد ایک میز دو تین کرسیاں اور ایک لیمپ لے کر باہر کسی چوک میں کھڑے ہو جاتے تھے یا کسی کھلے میدان میں اور وہاں دعوت الی اللہ کے سلسلے میں تقریر کی جاتی تھی۔ مجھے بھی جاتے ہی اس کام پر لگا دیا گیا۔ اور پھر خدا کے فضل سے ۲۰۔ سالہ عرصہ میں مختلف مقامات پر مختلف شہروں میں مختلف سکولوں میں کالجوں میں ٹریننگ کالجوں میں اور یونیورسٹیوں میں تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ نائیجیریا جانے سے پہلے بھی میں دہلی میں بزم حسن بیان کا سیکرٹری تھا۔ اور مجھے گاہے گاہے تقاریر کا موقعہ ملتا رہتا تھا۔

یوم تحریک جدید۔

۲۸۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

○ امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں گذارشات

حسب فیصلہ مجلس مشاورت ۱۹۹۱ء کہ "وکالت دیوان چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کے لئے سال میں کم از کم دو مرتبہ یوم تحریک جدید منانے کا اہتمام کرے"۔

۱۔ اس کی تعمیل میں آپ سے درخواست ہے کہ سال رواں کا دوسرا "یوم تحریک جدید" مورخہ ۲۸۔ اکتوبر ۹۴ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے جس میں احباب کو چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔

۲۔ اس موقع پر امراء' صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے دیگر مطالبات کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

۳۔ خطبات جمعہ میں تحریک جدید کے مطالبات اور ان کی حکمت عملی بیان کی جائے۔

۴۔ اس دن خصوصیت کے ساتھ تحریک جدید کے ذریعہ جماعت پر نازل ہونے والے انعامات و افضال الٰہیہ کا احباب جماعت کے سامنے ذکر کیا جائے۔

۵۔ اس دن حسب ذیل مطالبات پر خصوصی طور پر روشنی ڈالی جائے۔

۱۔ احباب جماعت سادہ زندگی بسر کریں۔ لباس اور کھانے میں سادگی اختیار کی جائے۔

۲۔ مطالبات وقف اولاد / وقف زندگی (الف) والدین اپنی اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ (ب) نوجوان اور پنشنر احباب دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔ (ج) رخصت موسمی اور رخصت کے ایام خدمت دین کے لئے وقف کریں۔

۳۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔

۴۔ جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو بھی مل سکے کریں۔

۵۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔

۶۔ راستوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔

۷۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔

۸۔ مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

آپ سے درخواست ہے کہ جلسہ یوم تحریک جدید کی رپورٹ سے بھی دفتر کو مطلع فرمائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

قد کا بڑھنا اور جسمانی نشوونما ممکن ہے

اگرچہ قد و قامت کا انحصار خوراک آب و ہوا اور خاندانی قد و قامت پر ہے تاہم قد کے چھوٹا رہنے کی ایک اہم وجہ نشوونما والے ہارمونز پیدا کرنے والے غدودوں کے فعل میں خرابی بھی ہے۔ مؤثر ہومیوپیتھک ادویات سے بفضلہ تعالیٰ ان خرابیوں کو دور کر کے جسم کی قدرتی نشوونما کو برقرار کیا جا سکتا ہے۔ قد بڑھنے کی عمر لڑکوں میں قریباً ۱۹ سال تک اور لڑکیوں میں تقریباً ۱۷ سال تک ہے لہذا چھوٹے قد کا علاج اطفال کی عمر میں ہی زیادہ مفید اور مؤثر ہے۔

چھوٹا قد کورس: قیمت/125 چھوٹے قد جسم کی کمزوری اور رکی ہوئی نشوونما کیلئے

علاوہ ازیں صحت کی عمومی بہتری کیلئے مندرجہ ذیل دوائیں مفید ہیں

- ٹانک ڈراپس: قیمت/40 روپے اعصاب دماغ اور جسم کی تقویت کیلئے مؤثر ٹانک
- اپی ٹائزر کیپسولز قیمت/12 روپے بھوک بڑھا کر غذا کو جزو بدن بنانے کیلئے
- کمزوری جسم کورس قیمت/125 روپے تازہ خون پیدا کر کے وزن بڑھاتا اور صحت و توانائی میں اضافہ کرتا ہے۔

کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر رلحہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ

فون: 04524-2128 , 04524-771

فیکس 04524-212-299

خبریں

ربوہ: 6 اکتوبر-1994ء
نصف شب کے بعد بارش ہونے سے ٹھنڈ بڑھ گئی درجہ حرارت کم از کم 20 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ملک میں بجلی کے نرخوں میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ بل ادا نہ کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ انہوں نے الزام لگایا کہ اپوزیشن لیڈر دشمن کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اقتدار کی خاطر وہ ملکی سالمیت کو بھی داؤ پر لگانے سے گریز نہیں کرتے۔ اپنے دور اقتدار میں انہوں نے نہیں کہا کہ پاکستان ایٹمی طاقت بن چکا ہے۔ کوئی شخص ایسے بیانات دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا جس سے ملک کو نقصان پہنچے۔ نواز شریف نے واشنگٹن پوسٹ کے ایڈیٹر کے خلاف ابھی تک مقدمہ درج نہیں کرایا۔ چشمہ بیراج کے بائیں کنارے پر ۱۸۴ میگاواٹ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ معین قریشی کو ہم نہیں بلکہ نواز شریف لائے تھے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ حکومت نئے انتخابات پر بات چیت کرے ورنہ خدا حافظ۔ انہوں نے کہا کہ ۱۱ اکتوبر کو نہ تو کوئی دوکان کھلے گی نہ پہیہ چلے گا۔ سارا ملک احتجاج کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ ارکان اسمبلی کے استعفے میرے پاس موجود ہیں۔ سپیکر کو پیش کر دیئے تو حکومت کو دن میں تارے نظر آجائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کی نظریں کراچی پر لگی ہوئی ہیں۔

○ حکومت پہیہ جام کو ناکام بنانے کے لئے تاجروں اور ٹرانسپورٹروں کو مراعات دے گی۔ انکم ٹیکس حکام کو چھاپے موخر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ہلڑبازی میں ہونے والے نقصانات کی تلافی صوبائی حکومتیں کریں گی۔

○ پھالیہ کے قریب بس اور ویگن کی ٹکر میں ۱۲ افراد ہلاک ہو گئے جبکہ ۲۶ شدید زخمیوں میں سے ۸ کی حالت نازک ہے۔

○ گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین نے کہا ہے کہ پہیہ جام ہڑتال کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہمیں ایسے مسائل کو ہینڈل کرنا آتا ہے اگر ہم طے کرلیں تو پہیہ جام ہڑتال نہیں کرنے دیں گے۔ اگر ہو بھی جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اپوزیشن معاملات میں بہت الجھاؤ ہے پتہ نہیں حالات کس منزل پر جائیں گے۔

○ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاک بھارت مندوبین کی کشمیر کے مسئلے پر جھڑپ ہو گئی۔ بھارتی مندوب نے کہا کہ کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ ہے اس پر پاکستانی نمائندے نے جواب کا حق استعمال کرتے ہوئے کہا کہ بھارت ظلم وستم بند کرے۔

○ پنجاب اسمبلی میں قائمقام قائد حزب اختلاف مسٹر پرویز الٰہی نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو دھمکی دے کر مذاکرات کی دعوت دے رہی ہیں۔ انہوں نے انتخابات سے انکار کر کے ثابت کر دیا ہے کہ وہ سیاسی بحران کا جمہوری حل نہیں چاہتیں۔

○ وفاقی وزیر مسٹر انور سیف اللہ نے کہا ہے کہ نواز شریف نے قائد اعظم کو گالی دینے والے کو گود میں بٹھا رکھا ہے۔ قائد حزب اختلاف غریب کے دشمن اور کارخانہ داروں کے دوست ہیں۔

○ گوجرانوالہ میں ایک ہی رات میں نو عدد ڈاکے ڈالے گئے۔ ڈاکو ۱۰ لاکھ روپے کی نقدی اور زیورات لوٹ کر لے گئے۔

○ ملک بھر میں طاعون کے خطرے سے بچنے کے حفظ ماتقدم کے تحت ۷ سے ۱۳ اکتوبر تک ہفتہ صفائی منایا جا رہا ہے۔

○ نائب امیر جماعت اسلامی پروفیسر غفور احمد نے کہا ہے کہ کراچی میں سخت بدامنی کی وجہ سے تاجر اور سرمایہ کار اپنا روپیہ وہاں سے نکال رہے ہیں جبکہ ایسے وقت میں امریکہ کراچی میں دھڑا دھڑ سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ امریکی سرمایہ کاری ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔

○ سابق وزیر اعظم نواز شریف کا تجارتی ادارہ اتفاق گروپ عملی طور پر ختم ہو گیا ہے اپوزیشن لیڈر کے خاندان کو اس کے ساتویں حصہ کے طور پر ۲۵ کروڑ روپے مل گئے ہیں۔ خلیجی بینکوں نے نواز شریف خاندان کے نئے صنعتی یونٹوں کو قرضے فراہم کر دیئے ہیں۔ بحرین، قطر، دوہا اور سعودی عرب کے بینکوں نے تین مختلف فیکٹریوں کے لئے قرضہ دیا ہے۔ پاکستانی بینکوں نے قرضہ فراہم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ نئے صنعتی یونٹوں میں نواز شریف خود کسی یونٹ کے بھی ڈائریکٹر نہیں۔ اتفاق فونڈری بند ہو گئی ہے۔ رمضان شوگر ملز بھی بند ہے۔ بندش کی وجہ ان اداروں کے ذمہ قومی بینکوں کے واجب الادا قرضے ہیں۔

○ پاکستان نے درخواست کی ہے کہ کنٹرول لائن پر مبصرین کی تعداد بڑھائی جائے مبصرین یہ تصدیق کریں کہ پاکستان کشمیریوں کو اسلحہ سپلائی نہیں کر رہا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کشمیریوں کی بے دردی سے ہلاکتوں پر پاکستانی بہت مشتعل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں پھر دھاندلی سے الیکشن کرانے کی کوشش کی گئی تو نتیجہ ناکامی کی صورت میں نکلے گا۔

○ ایم کیو ایم نے مطالبہ کیا ہے کہ مردم شماری فوج کی نگرانی میں کرائی جائے۔ ایم کیو ایم کے نمائندے نے کہا کہ ہم حکومت کے ساتھ سنجیدگی سے مذاکرات کر رہے ہیں۔ ۱۱ اکتوبر کی ہڑتال کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ مذاکرات کی میز پر ساری باتیں ہو سکتی ہیں قائد حزب اختلاف آئیں ہر معاملے پر بات کریں۔ حکومت انتقامی کارروائی نہیں کرے گی۔ اگر نواز شریف صدر اور وزیر اعظم کی بات مان لیں تو تمام شکایات دور کر دیں گے۔

○ بلوچستان میں ۱۱ اکتوبر کی ہڑتال کی کامیابی کا امکان ہے۔ صوبائی حکومت نے غیر جانبدار رہنے کا اعلان کیا ہے۔ مسلم لیگ (ن) کے صوبائی وزراء اسلام آباد جا کر پلاننگ کر رہے ہیں۔ اے این پی کا کردار بھرپور ہو گا۔

○ جاپان نے پاکستان کی ۲ کروڑ ڈالر کی امداد' نواز شریف کے ایٹم بم کے بارے میں بیان کے پیش نظر روک لی ہے۔ اس امداد سے جدید آلات خریدے جانے تھے۔ ریڈاروں کی تنصیب کا معاملہ اب کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔

○ شہباز شریف وطن واپس آرہے ہیں۔ وہ پہیہ جام ہڑتال میں شمولیت کریں گے۔ ان کی کمر کا درد ابھی ٹھیک نہیں ہوا۔ نواز شریف نے ان کو وطن واپس آنے سے روکا بھی تھا۔ وطن واپسی پر ان کی گرفتاری کا بھی امکان ہے۔

○ وزیر اعظم نے ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب گاؤں عبدالخیل کا دورہ کیا اور امور خارجہ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین مولانا فضل الرحمان کی والدہ کی وفات پر تعزیت کی۔ اور فاتحہ پڑھی۔

○ سندھ حکومت اپنے موجودہ دور میں ۵۰۰ سرکاری افسروں کو معطل کر چکی ہے ان میں خورد برد اور رشوت ستانی کے الزامات ہیں۔

○ کراچی سٹی کورٹ میں بلوہ کرنے کے الزام میں سندھ ہائی کورٹ کے عہدیداروں سمیت ۱۵۰ وکلاء کے خلاف مقدمات درج کر لئے گئے۔

قطعات کی بہار
قیمت دس روپے

بقیہ صفحہ ۱

مانتے جس کی قدرتیں صرف ہماری عقل اور قیاس تک محدود ہیں اور آگے کچھ نہیں بلکہ ہم اس خدا کو مانتے ہیں جس کی قدرتیں اس کی ذات کی طرح غیر محدود اور ناپیدا کنار اور غیر متناہی ہیں۔

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم کے ڈش اینٹینا خریدنے کیلئے
قیمت/10,000 ڈش 8 فٹ مع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن 21- ہال روڈ لاہور
فون: 7226508 , 355422 , 7235175

ہمارے دواخانہ کا تیار کردہ مشہور و معروف چورن
اکسیر معدہ اب بڑی، چھوٹی اور منی پیک کے علاوہ
منی پیک میں بھی دستیاب ہے
قیمت ۲۰/- ۱۵/- ۱/-
خریدتے وقت تسلی کر لیجئے کہ
اکسیر معدہ خورشید یونانی دواخانہ کا بنا ہوا ہے
مینجر خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 211538

احمد برادرز
فرج • فریزر • کوکنگ رینج • گیزر • واشنگ مشین • ہیٹر کیلئے
شہناز پلازہ چاندنی چوک راولپنڈی
فون: 420958 841045